بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جولائی 2018ء
شوال/ذوالقعدۃ ۱۴۳۹ھ

پیغام انٹرنیشنل

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت کا ترجمان

حضرت محمد مصطفی (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ مدعی نبوت نہیں مجدد صد چہاردہم تھے، جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد
ارشد علوی

فہرست مضامین

1: کلامِ امام۔ (فرمودات حضرت مسیح موعودؑ)۔ 2
2: مولانا محمد علیؒ۔ مساجد کی ویرانی کے اصل اسباب، کلامِ علوی۔ 3
3: جماعت قادیان کا ملیشیاء کیس ------------------ 5
4: نظم دُرِ ثمین۔ اِک نہ اِک دن پیش ہو گا ------------- 8

جماعت قادیان سے درخواست

فیس بُک پر کئی قادیانیوں کا پروفائلوں پر یہ دعویٰ موجود ہے کہ ملیشیاء کی عدالت نے قادیانیوں کو مسلمان قرار دے دیا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ جماعت قادیان اُس فیصلے کی ایک کاپی فیس بُک پر لگا دیں۔ شکریہ

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
پتہ برائے خط و کتابت
15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ
www.virtualmosque.co.uk
ای میل۔ info@aaiil.uk :

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

اعلان

جلد ہی جماعت کی ریڈیو نشریات پر نمیر اسلامک ریڈیو سے نشر کی جائیں گی۔

www.virtualmosque.co.uk پر دیگر نشریات

پروگرام و اوقات

جمعہ-انگریزی 13:00

درس-بعد از جمعہ انگریزی 13:30

ماہانہ اجلاس-انگریزی-ہر ماہ پہلی اتوار 15:00

عیدین-انگریزی 11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی 13:00 سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات- ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی
Lahori-Ahmadi

کلامِ امام

از حضرت مرزا غلام احمدؒ مجدد صدچاردہم

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاک نمونے

مُرتّب:۔ ارشد علوی

حضرت مسیح موعودؑ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں:۔

اور پھر جب دُوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ، تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے کہ ایک گروہِ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا ۔اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راستباز نہ ہو، یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا، یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دُور ہو گئے۔

آنحضرت صلعم کا خُدا کی راہ میں اور بندوں کی بھلائی کے لیئے مرنا کس طرح تھا:۔

آپ کا بڑا بھاری خُلق جس کو آپؐ نے ثابت کر کے دکھلا دیا۔ وہ خُلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(الانعام:162) یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے۔ تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو۔ اس جگہ جو خُدا کی راہ میں اور بندوں کی بھلائی کیلیئے مرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آپؐ نے نعوذ باللہ جاہلوں یا دیوانوں کی طرح در حقیقت خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس وہم سے کہ اپنے تئیں کسی آلہ سے قتل کے ذریعہ سے ہلاک کر دینا اوروں کو فائدہ پہنچائے گا۔ بلکہ آپؐ ان بیہودہ باتوں کے سخت مخالف تھے اور قرآن ایسی خودکشی

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ ”اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا“، ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں“۔ ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہو گا۔
4. بُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: ”اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔“

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

کے مرتکب کو سخت مجرم اور قابل سزا ٹھہراتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔۔۔وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔(البقرۃ:195) یعنی خودکشی نہ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کے باعث نہ ٹھہرو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر مثلاً خالد کے پیٹ میں درد ہو اور زید اس پر رحم کر کے اپنا سر پھوڑے۔ تو زید نے خالد کے حق میں کوئی نیکی کا کام نہیں کیا بلکہ اپنے سر کو احمقانہ حرکت سے ناحق پھوڑا۔ نیکی کا کام تب ہوتا کہ جب زید خالد کی خدمت میں مناسب اور مُفید طریق کے ساتھ سرگرم رہتا اور اُس کے لئے عمدہ دوائیں میسر کرتا اور طبابت کے قواعد کے موافق اس کا علاج کرتا۔ مگر اس کے سر کے پھوڑنے سے زید کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ ناحق اس نے اپنے وجود کے ایک شریف عضو کو دکھ پہنچایا۔

قوم کی خیر خواہی میں جان دینے کا حکیمانہ طریق آپ کے اخلاق ہیں:۔

غرض اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کیلئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دُعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اُٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہ ٗ فرماتا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۔(الشعراء:3)۔ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۔(فاطر:8)۔ کیا تو اس غم اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کیلئے اُٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا۔ اور کیا ان لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے گا۔ سو قوم کی راہ میں جان دینے کا حکیمانہ طریق یہی ہے کہ قوم کی بھلائی کے لئے قانونِ قدرت کی مفید راہوں کے موافق اپنی جان پر سختی اُٹھاویں۔ اور مناسب تدبیروں کے بجالانے سے اپنی جان اُن پر فدا کر دیں۔ نہ یہ کہ قوم کو سخت بلا یا گمراہی میں دیکھ کر اور خطرناک حالت میں پا کر اپنے سر پر پتھر مار لیں یا دو تین رتی اسٹرکنیا (Strychnia) کچلہ کھا کر اس جہان سے رُخصت ہو جائیں۔ اور پھر گمان کریں کہ ہم نے اپنی اس حرکت بیجا سے قوم کو نجات دے دی ہے۔ یہ طاقتوروں کا کام نہیں ہے۔ کمزوروں کی خصلتیں ہیں۔[1] اور بے حوصلہ لوگوں کا ہمیشہ سے یہی طریق ہے کہ مصیبت کو قابل برداشت نہ پا کر جھٹ پٹ خودکشی کی طرف دوڑتے ہیں۔ ایسی خودکشی کی گو بعد میں کتنی ہی تاویلیں کی جائیں مگر یہ حرکت بلاشبہ عقل اور عقلمندوں کا ننگ ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا صبر اور دشمن کا مقابلہ نہ کرنا معتبر نہیں ہے۔ جس کو انتقام کا موقعہ ہی نہ ملا۔ کیونکہ کیا معلوم ہے۔ کہ اگر وہ انتقام پر قدرت پاتا۔ تو کیا کچھ کرتا۔ جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آوے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک متقدّرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو۔ اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہوسکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جاوے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پاوے۔ اس کے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہو گا۔ اور اگر کسی میدانِ جنگ میں حاضر نہیں ہوا، تو یہ بھی ثابت نہیں ہو گا کہ وہ دِل کا بہادر تھا یا بزدل ہو گا۔ اس کے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ اپنے دشمنوں پر قدرت پاتا۔ تو اُن سے کیا سلوک بجالاتا اور اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا یا لوگوں کو دیتا۔ اور اگر وہ کسی میدانِ جنگ میں آتا تو دُم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا۔

[1] حضرت مسیح موعود نے طاقتوروں کی جگہ مردوں اور کمزوروں کی جگہ زنانہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن حضرت صاحب کا مفہوم یہ ہی ہے۔ (سمیر احمد)

"منشور"

ہم پہ ہنستے تھے کہ مامور لیئے پھرتے ہیں۔
"فتح اسلام" کا دستور لیئے پھرتے ہیں۔
بول بالا ہوا "مامور" کا، آنکھیں کھولو۔
"شیخ" جی آپ بھی منشور لیئے پھرتے ہیں۔

(کلام اعظم علوی)

مساجد کی ویرانی کے اصل اسباب

ہنرِ مے جملہ بگفتی عیبِ او نیز بگو

(مرقومہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلجنز)

تاریخ ہمیں یہ سبق دیتی ہے۔ کہ جو نتائج ہم آج بھگت رہے ہیں۔ وہ سب کے سب ہمارے آج ہی کے افعال کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ بہت سے ان

میں سے، جو قومی فلاح اور ترقی یا قومی تنزل سے تعلق رکھتے ہیں، وہ آج سے برسوں بلکہ صدیوں پیشتر کے افعال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ تاہم اگر ہم ان بعض نتائج کی اصلاح کرنا چاہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم سے وہ سامان انسانوں کے لئے اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے پیدا کر رکھے ہیں۔ جن سے فائدہ اُٹھا کر ہم بہت جلد ان بد نتائج سے مخلصی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر کوشش شرط ہے۔ اور کوشش بھی ایک دو کی نہیں بلکہ کل قوم کی۔

مسلمانوں کی ترقی کا اصلی راز مساجد کی ترقی میں ہے۔

مگر مساجد کی ترقی سے یہ مراد نہیں۔ کہ جگہ جگہ بیشمار مساجد نہایت خوبصورت اور منقش بنی ہوئی موجود ہوں۔ بلکہ مساجد کی ترقی سے مراد مساجد میں سجدہ کرنے والوں کی ترقی۔ اور اس کے ساتھ ہی اُن کے اندرونی خیالات کا اس ظاہری ہیئت کے مطابق ہونا ہے۔ کیونکہ انسان کے جس فعل میں اخلاص نہ ہو۔ وہ خواہ بظاہر کتنا ہی نیک ہو۔ کبھی نیک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک فعل جب وہ اخلاص سے کیا جاوے تو رحمت اور برکت کا موجب ہوتا ہے۔ اور جب وہی فعل منافقت سے کیا جائے اور اس میں اخلاص کی بو تک نہ ہو۔ تو انسان کے لئے لعنت کا موجب ہو جاتا ہے۔ کسی فرضی لعنت کا نہیں۔ جو ایک گالی سمجھ لی جاوے۔ بلکہ اُس حقیقی لعنت کا جو انسان کو ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم کر دیتی ہے۔

جب تک مساجد آباد تھیں۔ اور وہ اپنے حقیقی معنوں کی رو سے مسلمانوں کی سجدہ گاہ تھیں۔ اس وقت تک مسلمان ہر قسم کے نیک اور اچھے کاموں میں دنیا کے رہنما تھے۔ مساجد کی آبادی سے شراب خانے، قمار خانے، زناخانے ویران تھے مگر مساجد کی ویرانی سے یہ مقامات خوب آباد ہوئے۔ اور یہاں تک آباد ہوئے۔ کہ مسلمانوں کی تباہی کا موجب بن گئے جیسا کہ سنت اللہ ہے۔

جب سچائی اور حق کا دور دنیا میں آتا ہے تو اس کو سب سے پہلے قبول کرنے والے غرباء اور متوسط درجہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن جب باطل پرستی کا دور شروع ہونے کو آتا ہے۔ تو اُس کے سب سے پہلے حامی اُمراء ہوتے ہیں۔ مساجد کی ویرانی بھی سب سے پہلے امراء اور مسلمان امراء کے ہاتھ سے شروع ہوئی۔ جنہوں نے اوّل نماز جماعت کے لئے مساجد میں آنا ترک کیا اور آہستہ آہستہ اس فریضہ الٰہی کو، جس کی ادائیگی کے لئے مساجد بنائی گئی تھیں، بالکل ہی ترک کر دیا۔ اور اپنی تعیشات میں اس قدر منہمک ہوئے۔ کہ تباہی کو سر پر آتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکے۔ اُدھر اُن کے تتبع میں دوسرے لوگ بھی آہستہ آہستہ مساجد کو چھوڑنے لگے۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہزارہا مساجد بالکل ویران پڑی ہوئی ہیں۔ جب مسلمان کہلانے والوں اور اپنوں نے ہی مساجد کو ویران چھوڑ دیا۔ تو پھر وہ وقت بھی ان پر آنا ضروری تھا۔ جب دوسرے ان کی ویرانی شروع کر دیتے۔

اسی ملک میں مساجد پر ایک وقت مصیبت کا وہ گزرا ہے۔ کہ اُن کی تباہی میں کوئی کسر باقی نہ رہ گئی تھی۔ پھر خدا نے اپنے فضل سے اس مصیبت کو دور کیا۔ مگر کیا مسلمانوں نے اس سے کچھ سبق لیا۔ اور مساجد کو حقیقی معنوں میں آباد کرنے کی طرف توجہ کی؟ ترقیات اس قوم کے لئے ہیں جو مصائب سے سبق لے کر راہِ راست پر آتی ہیں۔ اُن کے لئے وہ مصائب رحمت اور برکت کا موجب ہوتے ہیں۔ مگر جو قوم مصائب کے آنے پر بھی قدم اور نیچے کی طرف ہی ڈالتی جاوے اُس کے لئے مصائب اُس کی بربادی اور تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل تو یہ تھا کہ اُس نے اس مصیبت کو، جس کے حقیقی اسباب مسلمانوں کے اپنے اعمال تھے، بغیر ہماری کوشش کے ہم سے دور کیا۔ مگر ہماری یہ حالت تھی اور ہے کہ ہم نے پھر بھی اپنی مساجد کو آباد کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔ اس لئے کیا ضروری نہ تھا کہ ہم پر پھر وہ مصیبت نازل کی جاتی اور اسی گورنمنٹ کے بعض افسروں کے ہاتھ سے، جس نے ایک سخت مصیبت کے ساتھ مذہبی آزادی کا دروازہ ہمارے لئے کھولا تھا اور ہمارے مذہبی حقوق کا پورا احترام کر کے ہم کو اپنی اصلاح کا موقع دیا تھا، ہماری ہی غفلت کی وجہ سے بعض مساجد کو منہدم کرا کے ایک اور تازیانہ ہماری بیداری کے لئے ہمیں لگایا جاتا ہے۔ کاش کہ اب بھی ہم اس سے سبق حاصل کریں!

مگر کیا اس وقت بھی ہماری عملی زندگیوں میں مساجد کی حقیقی آبادی کا کوئی خیال پایا جاتا ہے؟! وہ جوش جو اس وقت احترام مساجد کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا ہے۔ اسے حقیقی اور سچا جوش اُسی وقت کہا جا سکے گا۔ کہ مساجد کے احترام کے ساتھ اس اصلی غرض کا احترام بھی ہمارے دلوں میں پیدا ہو جاوے۔ جس کے لئے مساجد قائم کی گئی ہیں۔ کیا مساجد کا احترام ہم اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ عمدہ اور خوبصورت عمارتیں ہیں؟ کیا اُن کا قائم رکھنا ہم اس لئے ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ آثار قدیمہ کی یادگاریں ہیں؟ اگر یہ خیالات درست ہیں تو پھر کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہم بیرونی اور سطحی خیالات سے گزر کر اصلیت اور حقیقت کی طرف بھی متوجہ ہوں۔ لیکن اگر مساجد کا احترام اور اُن کو ویرانی سے بچانے کے لئے ہمارا کوشش کرنا اس لئے ہے کہ مساجد کی ضرورت اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہے جو ایک مسلمان کے ذمہ اللہ تعالیٰ کا سب سے

بڑا فریضہ ہے اور جس میں در حقیقت اس کی کامیابی کے اصلی سامان مضمر ہیں، تو یہ وقت ہے کہ قوم کے لیڈر اور وہ لوگ جو قوم کے خیالات پر اپنا اثر ڈال سکتے ہیں۔ یعنی اخبار نویس ادھر بھی توجہ کریں۔

اگر مساجد کے لئے اس قدر جوش دکھانے کے باوجود بھی ہم مساجد کی حقیقی اور اصلی غرض یعنی نماز باجماعت کے لئے کوئی جوش نہ دکھاویں۔ اور اس راہ پر مسلمانوں کو چلانے کے لئے اپنا پورا زور خرچ نہ کریں۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے ایک سخت الزام کے نیچے ہیں۔ ہم اینٹوں اور مٹی کے لئے تو اپنا خون بہانے کو اور ہر ایک مصیبت بھگتنے کو تیار ہیں۔ مگر جس غرض کے لئے یہ اینٹوں اور مٹی کے مکانات بنائے گئے ہیں۔ اس کے پورا کرنے کی طرف کوئی قدم بھی نہ اُٹھاویں۔ تو کیا ہم پر یہ الزام عائد نہ ہو گا۔ کہ ہم ایک ظاہر پرست قوم ہیں۔

ہم الفاظ اور عمارتوں کی تو عزت کرتے ہیں۔ مگر اُس حقیقت سے غافل ہیں جس سے ان الفاظ اور عمارتوں کا اصلی منشاء پورا ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مساجد کا احترام نہ کرو۔ لیکن اگر اس غرض کو پورا نہیں کرتے جس کے لئے مساجد قائم ہیں۔ تو پھر تمہارا یہ فعل مخلصانہ نہیں کہلا سکتا۔ بالخصوص اس مضمون میں میرے مخاطب وہ لیڈر ہیں۔ جنہوں نے اس موقعہ پر ایثار سے کام لیا ہے۔ اگر وہ اس وقت اپنا عملی نمونہ دکھاویں۔ تو آج قوم میں ایک نیا جوش اور نئی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ان کا اس وقت کا نمونہ ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کے لئے رہنمائی کا باعث ہو کر انہیں ثواب عظیم کا باعث ٹھہرا دے گا۔

در حقیقت اگر مسلمان اپنی مساجد کو نماز اور باجماعت نماز کے ساتھ آباد کریں۔ تو انہیں بہت سی دیگر ضروریات سے یہ بات مستغنی کر دے گی۔ یہی مساجد ان میں حقیقی یکجہتی اور صحیح تبادلۂ خیالات پیدا کر کے اور ان کے بڑوں اور چھوٹوں میں ایک اتحاد پیدا کر کے اُن کو کلبوں سے مستغنی کر دیں گی۔ اور یہی مساجد علاوہ عبادت الٰہی کے اُن کی دنیاوی ضروریات کے انتظام میں بھی کام دیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبوں میں ہر قسم کے پیش آمدہ اُمور کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ اور یہی طریق خلفائے راشدینؓ کا تھا۔ پس مساجد کی آبادی میں، ہاں! نماز باجماعت کے ذریعہ اُن کی حقیقی آبادی میں مسلمانوں کی ترقی کا اصلی راز مضمر ہے۔ اگر اب بھی مسلمان اس طرف توجہ نہیں کریں گے۔ تو انہیں جان لینا چاہئے کہ ان کی مصائب کا دور ابھی ختم نہیں ہوا۔

25، ستمبر 1913ء (افکارِ محمد علیؒ جلد اوّل۔ صفحہ 26)

جماعت قادیان کا ملیشیاء کیس

شاہد عزیز

1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے احمدیوں کو کافر دینے کے بعد، مولویوں نے ایک مہم شروع کی کہ دیگر مسلمان ممالک بھی ہمیں کافر قرار دے دیں۔ اِس سلسلے میں اُنہوں نے سب سے پہلے رابطہ العالمی سے رابطہ کیا۔ اِس ادارے نے بغیر کسی تحقیقات کے اور بغیر ہمارا مؤقف سُنے پاکستانی مولویوں کے کہنے پر کفر کے فتویٰ پر مہر لگا دی۔ اِس کے بعد دوسرے ممالک جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں بھی مولویوں نے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔ 1975ء میں ملیشیاء کی حکومت نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا۔ لیکن مولویوں کی کوششوں کے باوجود یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔

2008ء میں انڈونیشیا کی حکومت نے جماعت قادیان کے خلاف کاروائی کی تو خیال تھا کہ شاید انڈونیشیا کے قادیانی ملیشیاء جا کر وہاں سیاسی پناہ لینے کی کوشش کریں گے۔ اِس موقع پر حکومت ملیشیاء نے اعلان کیا کہ 1975ء کا قادیانی جماعت کو کافر قرار دینے والا قانون بر قرار ہے۔ بہر حال پاکستان، ہندوستان اور انڈونیشیا کے کچھ قادیانی ملیشیاء جا کر آباد ہو گئے۔ وہاں اُنہوں نے ایک بلڈنگ خریدی جس میں امام کی رہائش گاہ کے علاوہ نماز پڑھنے کے لئے ایک کھلا ہال تھا۔ کچھ سال پہلے ملیشین مذہبی امور کے شعبہ نے اِس جگہ کو مسجد کہنے اور وہاں نماز جمعہ پڑھنے پر پابندی لگا دی۔ اِس

ملیشیاء میں جماعت قادیان کی مسجد کے باہر شرعی ڈیپارٹمنٹ کا بورڈ جس پر لکھا ہے قادیانی اسلام کا حصہ نہیں۔

کے علاوہ مسجد کے باہر بورڈ لگادیئے کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ پابندی لگانے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ مسجد کی 'زوننگ' غلط ہے۔ یعنی یہ جگہ سرکار میں بطور عبادت گاہ یا مسجد کے رجسٹر نہیں اس لئے یہاں نماز جمعہ نہیں ہو سکتی اور اِس کو بطور مسجد استعمال کرنا جرم ہے۔ اِس کے بعد جو قادیانی وہاں نماز جمعہ پڑھنے گئے اُنہیں گرفتار کرکے اُن سب پر ایک فوجداری مقدمہ بنایا گیا اور اُن کو حکم دیا گیا کہ وہ شرعی عدالت کے سامنے پیش ہوں۔ سب مل جُل کر یہ کوئی 39 کے قریب احباب تھے۔ جن میں زیادہ تر پاکستانی تھے اور کچھ ہندوستان اور انڈونیشیا سے۔ اِن احباب نے حکومت کے اس فیصلے کے خلاف 'جوڈیشل ریویو' کی درخواست دی۔ حال ہی میں عدالت نے جو فیصلہ کیا ہے وہ قادیانی احباب کی اِس درخواست پر فیصلہ ہے اور اُس فوجداری مقدمے کا فیصلہ نہیں۔

لیکن اِس فیصلے پر بات کرنے سے پہلے چند ایک اصطلاحات کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

زوننگ کیا ہے؟

بہت سے ممالک میں مقامی اور ضلعی احکام ایک علاقہ کو مُختلف زونوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ایک زون رہائشی ہو گا ایک صنعتی وغیرہ۔ اِس کے علاوہ ہر زون میں ہر عمارت کو حکومت ایک لیبل دیتی ہے۔ یہ لیبل اُس عمارت کا استعمال دکھاتا ہے۔ مثلاً یہ دفتر ہے، وہ گھر ہے وغیرہ۔ اِن میں ایک لیبل عبادت گاہ کا بھی ہے۔ عام طور پر ایک عمارت کا استعمال یا لیبل بدلنے کے لئے سرکاری اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً دارالسلام (انگلستان) پہلے ایک رہائشی عمارت تھی بعد میں جماعت نے خرید کر بہت کوشش سے اُس کا استعمال عبادت گاہ کے طور پر رجسٹر کروایا۔

یہ ہی اصول ملیشیاء میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بہت جگہ یہ اصول کسی اقلیت کو بلیک میل کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ملیشیاء میں جماعت قادیان کے ممبر درخواست دیتے کہ ہمیں اِس دوکان کو مسجد کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دیں تو یہ اجازت اگر ملتی بھی تو اِس میں دَس بارہ سال لگ جاتے۔

جوڈیشل ریویو کیا ہے؟

حکومت دو طرح کے قوانین بناتی ہے۔ ایک مجموعے کا نام سول لاء ہے اور دوسرے کا نام کریمنل لاء عام طور پر مقدمات بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دیوانی یا سول اور دوسرے فوجداری یا کریمنل۔ اِن دونوں میں فرق سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم مقدمے کے نتیجہ پر غور کریں۔ اگر فیصلہ ایک پارٹی کو اُس کے حقوق سے محروم کر دے گا تو یہ مقدمہ فوجداری یا کریمنل ہے۔ سب سے اہم انسانی حقوق زندہ رہنے کا حق اور حقِ آزادی ہیں۔ فوجداری مقدمہ آپ کو اِن میں سے ایک سے محروم کر سکتا ہے اور آپ جیل جاسکتے ہیں یا آپ کو موت کی سزا ہو سکتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ریاست، جس کا فرض آپ کے حقوق کی حفاظت ہے، وہ اگر کوئی زیادتی یا نا انصافی کرے تو پھر کیا کیا جائے؟ غیر منصفانہ ریاستی یا حکومتی فیصلوں کے خلاف عدالتی اپیل کو جوڈیشل ریویو کہا جاتا ہے۔ اِس سلسلے میں سب سے پہلے ایک اونچی عدالت، کم از کم ہائی کورٹ، سے اپیل کی اجازت کی درخواست دی جاتی ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو پھر ہائی کورٹ فیصلہ کرتی ہے کہ کون سی عدالت یہ مقدمہ سُنے۔

جماعت قادیان کی درخواست

11 پریل 2014ء کو جماعت قادیان ملیشیاء کی جوڈیشل ریویو کی درخواست یہ تھی کہ یہ فیصلہ ہو چُکا ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں اور قادیانی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔ اُنہوں نے مزید یہ کہا کہ اُن کے اِس بات کو تسلیم کرنے سے دو سوال اُٹھتے ہیں۔ پہلا یہ کہ اگر قادیانی ایک غیر مسلم اقلیت ہیں تو کیا شرعی عدالت اُن کے خلاف کوئی فیصلہ دے سکتی ہے؟ اس لئے کہ شرعی عدالت کا دائرہ اختیار تو صرف اسلام اور مسلمان ہیں تو اُس نے قادیانیوں کے متعلق کسی بات کا فیصلہ کس طرح کر دیا۔ دوسرے یہ کہ کیا ملیشیاء میں اقلیتوں کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے مذہبی شعائر پر عمل کر سکیں؟ ملیشیاء کا قانون اقلیتوں کو ضمانت دیتا ہے کہ وہ اپنے مذہبی شعائر پر عمل کر سکتے ہیں تو پھر قادیانیوں پر یہ پابندی کیوں لگائی گئی ہے؟

جیسا کہ میں عرض کر چُکا ہوں پہلی بات جس پر عدالت فیصلہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ درخواست قبول کی جائے یا رَد کر دی جائے۔ اگر وہ درخواست کو قابلِ شنوائی تسلیم کر لیں تو پھر یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کون سی عدالت یہ مقدمہ سُنے۔ 14 اگست 2014ء کو عدالت نے فیصلہ کیا کہ جماعت قادیان کی درخواست پر غور کیا جائے گا اور 15 ستمبر 2015ء کو یہ معاملہ شاہ عالم ہائی کورٹ کو فیصلہ کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

ذیل میں جماعت قادیان کے وکیل بیان ہے۔ وہ کہتے ہیں:

Lawyer Aston Paiva (*for the Qadianis*) told reporters the essence of today's ruling was that the Ahmadi Muslims could manage their religious affairs

without interference from the state religious authoritie.

In his submission previously, Paiva said the community should be allowed to practise their faith since *they were not considered Muslims by Selangor.*

He said Jais could not attempt to charge the community with shariah offences when they had refused to recognise the Muslim sect as adherents.

"This is not an apostasy case where they say that they renounce Islam. . . ." he said.

"In other words, ***the government has treated them as non-Muslims, so they should just be treated how they want to be treated***.

"On the one hand, you say they are not Muslims; on the other hand, you are arresting them and taking them to the Shariah Court to face charges," Paiva said[2].

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قادیانوں نے کہا کہ آپ ہمیں غیر مسلم کہتے ہیں ٹھیک ہے لیکن آپ بطور غیر مسلم ہمیں اپنے شعائر پر عمل کرنے تو دیں۔ **سُو عدالت نے یہ فیصلہ نہیں دیا کہ قادیانی مسلمان ہیں قادیانیوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہم غیر مسلم ہیں۔**

قادنیوں کے پاس متبادل راستہ کیا تھا؟

سوال یہ بھی اُٹھتا ہے کہ ہمارے قادیانی دوستوں کے پاس چارہ کیا تھا۔ وہ کیا کرتے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ یا تو جب اُنہیں کافر قرار دیا گیا تو وہ اِس فیصلے کو چیلنج کرتے کہ ہم تو مسلمان ہیں ہمیں کافر کیوں قرار دیا گیا ہے۔ ہم نے بارہا قادیانی احباب کو کہتا سُنا کہ پاکستانی پارلیمنٹ کے سامنے اُن کی گذارشات کو شائع اس لئے نہیں کیا جاتا کہ پاکستانی اٹارنی جرنل کے مطابق اگر وہ شائع ہوئیں تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ جس کے جواب میں مرزا طاہر احمد صاحب نے کہا کہ نہیں آدھا نہیں سارا پاکستان مسلمان ہو جائے۔ اگرچہ اِن گذارشات کا پاکستانی پارلیمنٹ پر تو کوئی اثر نہ ہوا! آپ وہ گذارشات ہی پیش کر دیتے تاکہ آدھا ملیشیاء تو قادیانی ہو جاتا۔ لیکن آپ نے یہ قدم تو نہ اُٹھایا۔

کوئی بات نہیں۔ وقت گزر گیا تھا۔ لیکن جب مذہبی امور کے شعبہ نے نماز بند کرنے کا نوٹس دیا تھا تب ہی یہ احباب یہ تسلیم کرنے کی بجائے کہ ہم غیر مسلم ہیں ہمیں اپنی عبادات کرنے دو، شرعی عدالت میں جا سکتے تھے کہ ہم تو مسلمان ہیں کسی کو حق نہیں کہ ہمیں غیر مسلم کہے۔ لیکن ہمارے دوستوں نے یہ قدم نہ اُٹھایا۔ یہ احباب ہر سانس کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک قادیانی جہاں بھی ہو وہ خلیفہ صاحب کی اجازت کے بغیر جماعتی کیا ذاتی معاملات میں کوئی قدم نہیں اُٹھاتا۔ سو اِس بات کا بھی **حکم خلیفہ صاحب نے ہی دیا ہو گا کہ مان لو کہ تو کافر ہو اور کہو کہ ہمیں بطور کافر اپنی پوجا پاٹ کر لینے دیں! گویا آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کسی بھی عدالت کے سامنے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے پیش ہونے پر تیار نہیں۔**

جماعت احمدیہ لاہور (ساؤتھ افریقہ) سے موازنہ

اِس سے ملتے جُلتے دو واقعات جنوبی افریقہ میں بھی پیش آئے۔

اول کیس اِس طرح شروع ہوا کہ ساؤتھ افریقہ کا قانون ہے کہ اگر کوئی فرد یا ادارہ عوام سے چندہ جمع کرنا چاہتا ہے تو اُنہیں اخبار میں ایک اشتہار دینا پڑتا ہے جس میں عوام کو بتایا جاتا ہے کہ کون سا ادارہ، کس مقصد کے لئے چندہ جمع کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ اعتراض کر سکے۔ جب ہماری جماعت نے اخباروں میں اعلان کیا کہ ہم لاہوی احمدی جماعت یہاں چندہ اکٹھا کر کے مسجد بنائیں گے تو اعلانات ہوئے کہ لاہوی احمدی تو کافر ہیں اور اُنہیں مسجد بنانے کے لئے چندہ جمع کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

تو ہماری جماعت نے کیا کیا تھا؟ کیا ہم نے بھی یہی کہا تھا کہ ہم ہیں تو غیر مسلم لیکن ہمیں اپنی عبادت گاہ بنا لینے دو؟ یا ہم نے اِس بات پر قدم جمائے کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں کوئی کسی مسجد میں جانے سے نہیں روک سکتا۔ شروع میں کئی قانونی نکتوں پر ہمارے خلاف فیصلہ ہوا۔ تو کیا ہمارے ممبروں نے دِل چھوڑ دیا؟ ہم آخر تک لڑتے رہے۔ دُنیا میں جہاں بھی کوئی احمدی تھا اُس نے اپنا حصہ ادا کیا۔ کوئی حوالے ڈھونڈ رہا تھا، کوئی ترجمہ کر رہا تھا، کوئی فیسوں کا انتظام کر رہا تھا۔ وہی جماعت جس کو میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب طنز سے 'ڈھائی بوٹیاں تے فتو باغبان' کہتے تھے اُس نے چیلنج کیا کہ آ جاؤ ایک آزاد عدالت کے سامنے اور ہمارا مقابلہ کر لو۔ جس روز اصل مسئلہ پر کہ ہم مسلمان ہیں یا نہیں بحث شروع ہونی تھی اُس روز فریق مخالف میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ سُنا ہے کہ سُنی اور قادیانی دونوں کہتے تھے یہ تو سب مر چکے ہیں وکیلوں کی فیسیں کون دے گا، حوالے کون ڈھونڈے گا، عربی اور اردو سے انگریزی تراجم کون کرے گا۔ سلام اُن احمدیوں پر جنھوں نے پیسے، آرام اور وقت کی قربانیاں دے کر اسلام کا نام بُلند کیا اور عملی طور پر دکھایا کہ آج بھی دین کو دُنیا پر مقدم کرنے والے موجود ہیں۔ حافظ مولانا شیر محمد صاحب نے اعلان کہ اگرچہ دوسرا فریق بھاگ چُکا ہے لیکن میں اپنا بیان پورا کروں گا اور اِس دوران اگر وہ واپس آکر دوبارہ کاروائی میں شریک ہونا چاہیں تو ہم اِس کا خیر مقدم کریں گے۔ کون

Malaysian National daily English[2]

ایک جیتے ہوئے مقدمے میں دوسرے فریق کو موقع دیتا ہے کہ واپس آ جاؤ؟ عدالت کا فیصلہ تھا کہ احمدی مسلمان ہیں اور اُن کا حق ہے کہ جس مسجد میں چاہیں داخل ہوں اور نماز ادا کریں۔

اِس پر جماعت قادیان نے ہمیں مُبارک دینے کی بجائے انگریزی میں ایک پمفلٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا "لمحہ خوشی یا لمحہ شرم"۔[3] اور اُس کی ایک کاپی حافظ صاحب مرحوم کو بھی بھیجی۔ حافظ صاحب نے اُس کا ایک جواب تو صرف ایک فقرہ میں دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مقدمہ تو اِس بارے میں تھا کہ خلیفہ صاحب کے باپ دادا مسلمان تھے یا نہیں۔ میرے باپ دادے کو تو سب مسلمان ہی مانتے اور کہتے ہیں۔ یہ لمحہ شرم قادیانی خلیفہ صاحب کے لئے ہے کہ وہ تو کسی بھی فورم پر اپنے باپ دادا کو مسلمان ثابت نہ کر سکے اور میں نے ثابت کر دیا۔

اِس کے بعد ایک دوسرا مقدمہ شروع ہوا جس میں مدعی نے کہا کہ میں لاہوری احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں اور مجھے کہا گیا ہے کہ تم کافر ہو۔ یہ میری ہتک ہے اور اِس کا ازالہ کیا جائے۔ اِس ایک اکیلے احمدی، یعنی حافظ شیر محمد صاحب کے خلاف، کوئی گیارہ مولانا صاحبان پاکستان سے تشریف لائے اور اُس کے علاوہ مصر اور سعودی عرب سے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی پر اعتراض کرنے کے لئے علماء آئے۔

اِس دفعہ تو کئی ہفتے حافظ شیر محمد صاحب پر عدالت میں فریق مُخالف کے وکیل حافظ صاحب پر جرح کرتے رہے۔ اور مرحوم مجاہد اکیلا سب کے سامنے حضرت مسیحؑ کا دفاع کرتا رہا۔ سارا دِن عدالت میں بیان یا سوالوں کے جواب اور رات کا زیادہ حصہ حوالے ڈھونڈنا اور اُن کا انگریزی ترجمہ۔ جج چار چار تراجم میں ہر آیت کا انگریزی ترجمہ چیک کرتی رہی اور آخر میں فیصلہ دیا کہ احمدی مسلمان ہیں اور انہیں مسلمان سمجھنے اور کہنے والے کو کافر کہنا واقعی ہتک ہے۔

چنانچہ ہم نے تو جو مقدمے کئے اُن میں ہم نے ہتھیار نہ پھینک دئے کہ آپ ہمیں کافر کہتے رہیں ہمیں منظور ہے، جیسا کہ جماعت قادیان نے کیا!۔ اِس کے برعکس ہماری جماعت نے یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ مسلمان تھے اور جماعت احمدیہ لاہور بھی مسلمان ہے۔ ہمارے خلاف جو ایکسپرٹ گواہ عدالت میں پیش ہوئے اُنہوں نے پاکستان واپس جا کر ایک ضیافت میں فرمایا کہ ایک آزاد عدالت کے سامنے اگر لاہوری احمدیوں کو کافر ثابت کرنا ممکن نہ بھی ہو تو تقریباً ناممکن ہے۔

ہماری جماعت ایمان اور صداقت پر قائم کی گئی تھی اور ہے۔ یہ کوئی خاندانی گدی نہیں۔ ہمارا ہر ممبر قرآن، سُنت، حدیث حضرت مسیح موعودؑ کے فہم اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ہم قرآن، سُنت اور حدیث کی روشنی میں آج کے مسائل کے حل تلاش کرتے ہیں اور ہر مسئلے کا حل خلیفہ صاحب کو نہیں تسلیم کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دُنیاوی شان شوکت سے متاثر نہیں ہوتے۔ اُسی طرح جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، شہنشاہوں کے درباروں میں مٹی بھرے کپڑے پہنے تشریف لے جاتے تھے۔ اُسی طرح ہم بھی جماعت قادیان کی کثرت تعداد اور کثرت زر سے متاثر نہیں۔ آپ نے تسلیم کر لیا کہ آپ غیر مسلم ہیں۔ مُبارک ہو۔ ہم ہر فورم پر حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمان ہی تسلیم کروائیں گئے۔ انشاء اللہ۔

اِک نہ اِک دن پیش ہو گا تو خُدا کے سامنے

چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے۔
چھوڑنی ہو گی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے۔
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے۔
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مُشکل کُشا کے سامنے۔
حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے۔
چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سماء کے سامنے۔
چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
اِک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے۔
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے۔
(دُرِثمین)

---

[3] یہ انگریزی میں تھا اور اِس کا نام تھا۔ Moment of Exaltation or Shame
حافظ شیر محمد صاحب نے اِس کے جواب ایک پمفلٹ بعنوان 'دامن کو ذرا دیکھ' لکھا جو کہ مندرجہ ذیل لِنک پر دیکھا جا سکتا ہے۔
http://www.aaiil.org/urdu/books/others/hafizshermuhammad/daamunkozuradekh/daamunkozuradekh.pdf
ڈاکٹر زاہد عزیز نے اِس کا انگریزی ترجمہ کیا تھا۔ جو غالباً شائع نہیں ہوا۔